آپ لوگ اپنے مشورہ کی طاقت کو بڑھائیں

نمائندگانِ مجلس شوریٰ کے لئے ضروری ہے کہ وہ نمونہ بنیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مارچ 1998ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انورؒ نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ (آل عمران:160)

پھر فرمایا:

آج اس آیت کی تلاوت اس لئے کی جا رہی ہے کہ آج ربوہ میں جماعت ہائے احمدیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ منعقد ہو رہی ہے اور ان کی یہ خواہش تھی کہ حسب سابق میں براہ راست ان کی مجلس شوریٰ سے خطاب کروں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس شوریٰ بغیر کسی روک کے، یعنی روک تو تھی مگر بغیر کسی انقطاع کے، میری غیر حاضری میں اسی طرح جاری رہی ہے۔ اگرچہ دقتیں تھیں اور ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ کب تک رہیں مگر مجلس شوریٰ ہر سال ضرور منائی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے تقاضے اس کی روح کے ساتھ پورے کئے گئے ہیں۔ اگرچہ بعینہٖ وہی شکل نہیں ہے جو میرے وہاں ہوتے ہوئے ہوا کرتی تھی مگر تبدیلی حالات کے ساتھ کچھ شکل کی تبدیلی بھی ضروری تھی جو اختیار کی گئی۔

یہ آیت کریمہ جس کی میں نے تلاوت کی ہے یہ بارہا تلاوت کر چکا ہوں۔ نہ صرف پاکستان کی مجلس شوریٰ کے موقع پر بلکہ دیگر ممالک کی مجالس شوریٰ کے موقع پر بھی انہی آیات کی اکثر تلاوت ہوتی رہتی ہے لیکن ہر دفعہ غور پر کچھ نہ کچھ ایسا مضمون سجھائی دیتا ہے جس کی طرف پہلے خیال نہیں گیا تھا لیکن مجھے چونکہ پوری طرح یاد نہیں کہ پہلے کیا کچھ کہہ چکا ہوں اس اُمید پر کہ اللہ تعالیٰ کچھ اور نکتے بھی سمجھائے گا جو اس آیت سے تعلق رکھتے ہیں، میں مختصر تبصرہ کرتا ہوں۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ چونکہ تو رحمت ہے فَبِمَا رَحْمَةٍ کا مطلب ہے اللہ کی رحمت کی وجہ سے مگر اصل میں رحمت کا اشارہ آپ ﷺ کے رحمۃ للعالمین ہونے کی طرف ہے۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ جو بھی آنحضرت ﷺ کے گردو پیش میں تھے پھر جنہوں نے بعد میں آنا تھا میرے نزدیک لِنْتَ لَهُمْ کا فعل ان سب پر واقع ہو رہا ہے کیونکہ آپ ﷺ رحمت صرف عربوں کے لئے تو نہیں تھے، آپ ﷺ رحمت صرف ان کے لئے تو نہیں تھے جو غیر عرب تو تھے مگر آپ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ رحمت کا لفظ واضح طور پر یاد دلا رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین قرار دیا تھا۔ تو جس نے سارے جہان کو ایک رسی میں باندھنا ہو، جس نے کُل جہان کو جو اس وقت موجود تھا یا جس نے بعد میں دریافت ہونا تھا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے اس جھنڈے تلے اکٹھا کرنا تھا جو خدا نے آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھمایا تھا اس کے لئے لِنْتَ لَهُمْ کی صفت انتہائی ضروری تھی کیونکہ اگر اکٹھا کرنے والے کو ان سے جن کو وہ اکٹھا کرنا چاہتا ہے بے حد پیار اور محبت نہ ہو تو وہ اکٹھا نہیں کر سکتا۔ پس آپ ﷺ کا اکٹھا کرنے کا فعل چونکہ اس زمانہ تک محدود نہیں تھا اس لئے لِنْتَ سے متعلق ہمیں لازماً یہ نتیجہ نکالنا پڑے گا کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ ہر زمانہ کے انسان سے محبت رکھتے تھے اور ہر زمانہ کے انسان کے لئے یہی آپ کی محبت ہے جو ان کو ایک لڑی میں پرو دے گی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ عقلی طور پر سوچنے کی بات ہے کہ آنحضرت ﷺ کو گزرے ہوئے آج سے پہلے چودہ سو سال سے زائد برس گزر چکے ہیں اور آپ ﷺ کی آج کل ہم سے، اور تمام بنی نوع انسان سے محبت، ہمیں کیسے ایک لڑی میں پرو سکتی ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دراصل آنحضرت ﷺ کی دعائیں تھیں جنہوں نے آئندہ کام آنا تھا کیونکہ اور کوئی براہ راست ذریعہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ

ہمیں اکٹھا کر سکتے۔ پس حضور اکرم ﷺ کے سپرد وہ کام کیا گیا جو آپ ﷺ اپنی شخصی صلاحیتوں پر انحصار کرتے ہوئے ادا نہیں کر سکتے تھے لیکن وہ صلاحیتیں جب اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑ لیں تو پھر سب کچھ ادا کر سکتے تھے، ہر فریضہ ادا کر سکتے تھے۔ پس اس آیت کریمہ کا لازماً یہ مطلب نکلتا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی صلاحیتیں جب خدا کی طاقتوں سے جُڑ گئیں اس وقت آپ ﷺ کے دل کی تمام دعائیں آئندہ کے لئے مقبول ہوئیں اور وہ عظیم الشان فریضہ جو سب دُنیا کو باندھ دینے کا تھا وہ ان دعاؤں سے، ان محبت بھری دعاؤں کے نتیجہ میں بالآخر پورا ہوا اَور پورا ہوگا۔ پس ہم سب کے لئے اس میں کتنا گہرا سبق ہے۔ ہم نے بھی اپنے اپنے دائرہ میں لوگوں کے دل باندھنے ہیں اور یہ دائرے پھیلتے پھیلتے اب ایک سو ساٹھ ممالک سے بھی اوپر جا چکے ہیں۔ یہاں بیٹھے ان سب کو ایک لڑی میں پِرونا میرے جیسے عاجز انسان کے لئے تو یقیناً ناممکن ہے مگر حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اور دو باتوں پر انحصار کرتے ہوئے ایک یہ کہ آنحضرت ﷺ کی دعائیں ہماری مُمِدّ ہیں اور ان دعاؤں کی ہواؤں کے رخ پر اگر ہم چلیں گے تو ضرور کامیاب ہوں گے۔ دوسرے ذاتی طور پر ہم میں سے ہر ایک جو کسی ایک دائرہ کا نگران ہے، اسے اکٹھا کرنا چاہتا ہے اس پر فرض ہے کہ وہ اس کے لئے دعائیں کرے اور محبت کے ساتھ دعائیں کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی دعائیں محبت سے عاری نہیں تھیں۔ لِنۡتَ کے لفظ میں یہ محبت کا مضمون داخل ہے اور رحمت کے لفظ نے اسے اور بھی اُجاگر کر دیا۔

پس مجلس شوریٰ پاکستان کو خصوصاً موجودہ حالات میں اس نکتہ کو یاد رکھنا اور اس کے مطابق عمل کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ مخالف ہوائیں بھی چل رہی ہیں، ایسی مخالف ہوائیں چل رہی ہیں جو اس مضمون کے بالکل برعکس نتیجہ پیدا کرنا چاہتی ہیں۔ جہاں جہاں بھی جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نمایاں کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں اور پاکستان کے باشندوں نے آنکھیں کھول کر شرح صدر کے ساتھ احمدیت کو قبول کیا ہے کہ انہیں کامل یقین ہے کہ یہ احمدیت وہی مذہب ہے جو آنحضرت ﷺ کے ہاتھ سے جاری ہوا اور سرِ مُو بھی اس میں فرق نہیں۔ جب تک یہ یقین نہ ہوتا ناممکن تھا کہ پاکستان میں احمدیت پھیلتی کیونکہ احمدیت کے پھیلنے کے نتیجہ میں بہت سی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، قدم قدم پر قربانیاں ہیں۔ واقعۃً گھر جلائے جاتے ہیں، فرضی طور پر نہیں واقعۃً

گھر جلائے جاتے ہیں اور محض اس لئے کہ ان لوگوں نے اللہ اور محمد مصطفی ﷺ کا پیغام قبول کر لیا ہے۔اس بنا پر نہیں جلائے جاتے جس بنا پر روز سینکڑوں، ہزاروں بلکہ اب تو شاید لاکھوں گھر پاکستان میں جل رہے ہونگے۔اب تو ان کا شمار ہی کوئی نہیں رہا مگر ان میں ایک بھی گھر اس بنا پر نہیں جلایا گیا کہ اس کے باشندوں نے آنحضرت ﷺ اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنا سر جھکا دیا تھا اور وہی کچھ کرنے لگے تھے جو ان کی سنت کی تعلیم تھی۔اس بنا پر گھر نہیں جلائے جا رہے۔اس بنا پر اگر گھر جلائے جا رہے ہیں تو صرف احمدیوں کے جلائے جا رہے ہیں اور کوئی بھی وجہ نہیں سوائے اس کے کہ انہوں نے اللہ اور رسول کے پیغام کو قبول کر لیا اور اس امام کو تسلیم کر لیا ہے جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر ہوا تھا۔یہ ہے سارا جھگڑا اَور اتنے مشکل حالات میں آپ کو سب نومبائعین کو بھی اکٹھے باندھے رکھنا ہے اور احمدیوں کو بھی اکٹھے باندھے رکھنا ہے۔ایک ایسا دور آیا تھا جب احمدیوں میں انتشار شروع ہو چکا تھا یعنی میری عدم موجودگی میں ایک ایسا وقت آیا تھا اور یہ انتشار بالِارادہ ملّاں کی طرف سے اس طرح پھیلایا جا رہا تھا کہ جماعت احمدیہ کی اصل تعلیم ان تک پہنچانے کے سارے رستے بند کر چکے تھے اور جماعت احمدیہ کے خلاف ہر بات ان تک پہنچانے میں وہ آزاد تھے اور اس سلسلہ میں ان کا ریڈیو اور ان کی ٹیلی ویژن بھی مُمِد و مددگار تھی۔

یہ وہ دَور تھا جو میرے لئے سب دوروں سے زیادہ سخت تھا کیونکہ کوئی رستہ نہیں نکل رہا تھا کہ کس طرح یہ احمدیوں کو ہم سمجھائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کی تعلیم کے خلاف یہ بالکل جھوٹا پروپیگنڈا ہے، اس میں ایک ذرّہ بھی سچائی نہیں جو اس وقت کثرت سے خصوصاً دیہاتی جماعتوں میں کیا جا رہا تھا اور اس کے جواب میں ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔کبھی کوئی مربی پہنچے بھی تو دیر کے بعد ایک مربی کا پہنچنا جبکہ اس کے جانے سے پہلے ہی بہت سے دل میلے ہو چکے ہوتے تھے ان لوگوں کو مربی کی بات سننے سے بھی محروم کر دیتا تھا۔یہ ایک بہت ہی بھیانک دور آیا ہے ہماری تاریخ میں جس کا علاج ہمارے بس میں نہیں تھا۔یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ MTA کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اس کا جواب دیا اور گھر گھر ہماری آواز پہنچنے لگی اور دشمنوں تک بھی یہ آواز پہنچنے لگی اور شدید مخالفین تک بھی یہ آواز پہنچنے لگی اور اندر اندر ایک انقلاب کے رونما ہونے کی داغ بیل ڈال دی گئی۔یہ بھی اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی

دعاؤں سے یہ بات رونما ہوئی ہے جیسا کہ میں نے دعویٰ کیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں۔اب ثبوت پیش کررہا ہوں کہ دیکھ لو یہ ہمارے ساتھ ہیں ورنہ دُنیا میں اور کوئی جماعت نہیں خواہ کسی مذہب سے بھی تعلق رکھتی ہو جس کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی ہو کہ چوبیس گھنٹے اس کی آواز تمام دُنیا کی غلط فہمیاں دور کرنے اور اسلام کی سچائی کو ثابت کرنے میں ہر کونے تک پہنچے، دُنیا کا کوئی بھی گوشہ ایسا نہ ہو جو اس آواز سے محروم رہ جائے۔پس یہ آپ کو سمجھانے کی خاطر MTA کی تفصیل بیان کی ہے مگر آپ لوگوں کے لئے اس میں جہاں ایک خوشی اور شکر کا مقام ہے وہاں کچھ ذمہ داریاں بھی ہیں جو آپ پر عائد ہوتی ہیں۔

MTA کو عام کرنے کے لئے جماعت احمدیہ نے بہت کوشش کی کہ جس حد تک ممکن تھا انٹینا ز مہیا کئے جائیں اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اب تک کی رپورٹ کے مطابق بھاری تعداد میں جماعتوں کو وہ انٹینا ز مہیا ہیں جو MTA کا پیغام سن سکتے ہیں اور دیکھ سکتے ہیں یعنی وہ آواز جو خلیفہ کی آواز براہ راست ان کو باندھنے کے لئے مُمِد ہو سکتی تھی وہ پہلے شاذ کے طور پر احمدی کانوں تک پہنچا کرتی تھی اور اب وہ روز بلا ناغہ ہر لمحہ ان تک پہنچ رہی ہے۔یہ اتنا عظیم الشان احسان ہے کہ اس کا جتنا بھی شکر ادا کریں عمر بھر شکر ادا کرتے رہیں تو وہ پورا نہیں ہو سکتا لیکن اس کے ساتھ ہی مشکلات جو پیدا ہو رہی ہیں ان پر بھی غور کرنا ہوگا۔جن جگہوں میں یہ آواز پہنچ رہی ہے ان میں حکمت اور دانائی کے ساتھ اس معاملہ کو پھیلانا چاہئے۔بعض لوگ کم فہمی کے نتیجہ میں یا تبلیغ کے جوش میں زیادتی کی وجہ سے بغیر جائزہ لئے کہ کوئی شخص شریف ہے یا شریر ہے، سچّا ہے یا جھوٹا ہے، سیدھا صاف ہے یا منافقت رکھتا ہے وہ اپنے شوق میں ان کو MTA پر دعوت دینے لگ جاتے ہیں اور بہت دفعہ یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ شخص ارادۃً کھوج لگانے کی خاطر آتا ہے اور جا کر تھانوں میں رپورٹ کر دیتا ہے کہ یہ MTA کے ذریعہ احمدیت کی تبلیغ کر رہے ہیں ان کو پکڑ و اور بعض دفعہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ MTA کے ذریعہ فحش باتیں پھیلا رہے ہیں اور اس صورت میں بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگ گھیراؤ کر کے آجاتے ہیں، اس جگہ پتھراؤ ہوتا ہے جہاں MTA دکھائی جا رہی ہے اور یہ ہدایت کا رستہ حکومت کی طرف سے جبراً بند کر دیا جاتا ہے۔یہ کم جگہوں پر ہوتا ہے لیکن جب ہوتا ہے تو تکلیف کا موجب بنتا ہے۔اس صورت حال کو Avoid کیا جا سکتا تھا یعنی اس صورت حال سے انصراف کر کے اپنے مقصد کو

پا یا جا سکتا تھا۔تو ایک تو آپ لوگ جو میری آواز سن رہے ہیں وہ یہ بات دوسروں تک بھی پہنچا ئیں اور اپنی حکمت عملی کو پہلے سے زیادہ مضبوط کریں لیکن اب میں آپ کو یہ نہیں کہتا کہ آپ جب واپس جائیں تو اپنے اپنے گاؤں میں یہ بات پھیلائیں کیونکہ آپ کی واپسی سے پہلے اس لمحہ ان سب گاؤں تک یہ آواز براہ راست پہنچ گئی ہے جو آپ نے مجھ سے سن کر آگے پہنچانی تھی۔ آپ کا چونکہ انتظام سے تعلق ہے اس لئے انتظامی پہلو کے لحاظ سے آپ مستعد ہو جائیں لیکن جہاں تک احمدی عوام الناس کا تعلق ہے وہ براہ راست آواز سن رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس پر عمل کر رہے ہیں اور کریں گے۔

دوسری بات جو اس تعلیم میں دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ نرمی کا جو پہلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق میں بیان ہوا ہے اس کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہے کہ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ کہ جن کے لئے تیرا دل نرم ہو گیا جن کی محبت میں تو مبتلا ہو گیا ابھی ان کی تربیت نہیں ہوئی ان سے غلطیاں ہوں گی اور جب غلطیاں ہوں گی تو اس وقت ان سے نرمی کا سلوک کرنا۔ اگر سختی سے پکڑ کی گئی تو اس کے نتیجہ میں یہ لوگ تجھ سے دور ہٹنے لگ جائیں گے۔ یہ جو نرمی کا سلوک ہے اور قریب کرنا ہے اس مضمون پر میں پہلے تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں کہ ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی تعلیم کو نافذ کرنے کی خاطر ان لوگوں سے ناراض نہیں ہوتے تھے جو اس راہ میں روک بنا کرتے تھے یا منہ سے تو اقرار کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں اور عملاً بعض دفعہ ایسی کوتاہیاں ہو جاتی تھیں کہ وہ غلامی کے تقاضے پورے نہیں کرتے تھے۔ تاریخ اسلام بھری پڑی ہے ایسے واقعات سے یا اگر بھری پڑی نہیں تو یہ کہنا چاہئے کہ تاریخ اسلام سے قطعیت سے ایسے واقعات ثابت ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی انفرادی طور پر لوگوں سے ناراض ہوئے، صحابہؓ سے ناراض ہوئے، کبھی اجتماعی طور پر بڑے گروہوں سے ناراض ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی میں ایک عزم پایا جاتا تھا جو دل کی نرمی کے برعکس کام کرتی تھی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی چونکہ اللہ کے لئے تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناراضگی بنانے کی خاطر خالصۃً اللہ کی مرضی پر انحصار کرنا پڑتا تھا اور یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوں لیکن دل میں ان کے لئے درد محسوس نہ کریں۔ ناراض ہوتے تھے تو دل میں درد محسوس کرتے تھے، دل میں درد محسوس کرتے تھے تو ان کے لئے دعائیں اٹھتی تھیں۔ یہ مضمون

ہے جس کا فَاعْفُ عَنْهُمْ سے تعلق ہے۔ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ اب عفو کافی نہیں ہے جب تک ان کے لئے بار بار استغفار نہ کیا جائے۔ اب یہ عجیب مضمون ہے کہ بظاہر تو یوں لگتا ہے جیسے کرے کوئی اور بھرے کوئی یعنی گناہ کسی اور نے سرزد کیا اور معافیاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مانگیں لیکن اس کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا کوئی تصور ہی نہیں۔ سب دُنیا کے گناہوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استغفار کیا ہے۔ پس عیسائیوں کے لئے اس میں ایک سبق ہے۔ کوئی اور کفارہ گناہوں کا استغفار کے سوا ممکن نہیں ہے کیونکہ استغفار سے گناہ جھڑتے ہیں اور گناہوں کا بوجھ اٹھانے سے گناہ جھڑتے نہیں بلکہ ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اگر ایک شخص کو کہا جائے کہ کرو گناہ تمہارا بوجھ میں اٹھالوں گا تو اس سے اس کے گناہ جھڑ کیسے جائیں گے۔ اس کی تو حوصلہ افزائی ہوگی مزید گناہ کرنے کے لئے لیکن استغفار کے نتیجہ میں اگر وہ مقبول ہو جائے تو گناہوں کا رجحان ختم ہو جاتا ہے۔ وہ مٹی کے نیچے دفنا دئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایسا شخص پھر اس قابل ہوتا ہے کہ وہ دل کی صفائی اور نیت کی نیکی کے ساتھ قابل اعتماد ہو جائے جب یہ ہو تو پھر ان سے مشورہ کرنا ہے۔ بے ایمانوں، بددیانت لوگوں اور گندے لوگوں سے مشورہ کا قرآن کریم میں کہیں بھی حکم نہیں ہے۔ اس مضمون کو آپ سمجھیں کہ آپ کو مجلس شوریٰ پر بلایا گیا ہے تو قرآن کریم کی اس تعلیم کی روشنی میں بلایا گیا ہے۔ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ پہلے اُن کی صفائی کرو، اُن کو پاک کرو، اُن کو اس لائق بناؤ کہ وہ مشورہ دے سکیں اور جب وہ ایسے ہو جائیں تو اُن کو مشورہ کے لئے بلاؤ۔ جب مشورہ کے لئے بلایا جائے تو تعلقات اور بھی بڑھ جاتے ہیں۔ لِنْتَ لَهُمْ کا مضمون پیچھے نہیں رہ جاتا بلکہ آگے بڑھتا ہے کیونکہ جب بھی آپ کو کوئی شخص مشورہ کے لئے بلائے تو آپ اپنے دل میں اس بات پر غور کر سکتے ہیں کہ اس وقت آپ اپنی اہمیت کیا سمجھ رہے ہیں۔ جب کوئی مشورہ کے لئے بلاتا ہے تو آپ اپنے دل میں ایک قسم کا اعزاز پاتے ہیں کہ میرا اِعزاز کیا گیا ہے اور جس کا اعزاز ہو، اگر وہ اس طرح پاک وصاف ہو چکا ہو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو بنا دیا تھا تو وہ پہلے سے بڑھ کر آپ کی محبت میں مبتلا ہو جاتے تھے۔

پس یہ مشورہ کا نظام ہے جو ہم نے ساری دُنیا میں قائم کرنا ہے اور یہی مشورے کا نظام ہے جو اس وقت مجلس شوریٰ میں نمونے کے طور پر قائم ہونا چاہئے یہ نمونہ لے کے لوگ پھیلیں کیونکہ عامۃ النّاس بعض دفعہ یہ باتیں سنتے تو ہیں مگر نمونہ نہیں بن سکتے۔ شوریٰ کے نمائندگان کے لئے ضروری ہے کہ ان

باتوں کو سمجھ کر ان میں نمونہ بنیں کیونکہ انہوں نے واپس جا کر مشورے کرنے ہیں۔ یہ ایک اور پہلو ہے جس کی طرف میں خصوصیت سے متوجہ کرتا ہوں کہ مشورے صرف ایک سطح پر نہیں یعنی مرکز کی سطح پر نہیں بلکہ ہر سطح پر جہاں احمدیوں کو مشوروں کے لائق بنانے کی بھر پور کوشش کی جارہی ہے وہاں سے نمائندوں کے چلنے سے پہلے بھی مشورے ہوئے تھے اور ہر ایسی جگہ جہاں سے نمائندے آئے ہیں وہاں ان نمائندوں کی واپسی پر بھی چھوٹی چھوٹی مجالس شوریٰ منعقد ہوں گی کیونکہ میری آواز تو اب دُنیا میں سب لوگ سن رہے ہیں جو ڈش انٹینا کے ذریعے مجھ سے تعلق قائم کر چکے ہیں مگر مشاورت میں جو باتیں ہوئی ہیں وہ تو نہیں سن رہے اب۔ اس لئے میں اب جس بات کی طرف توجہ دلا رہا ہوں وہ یہ نہیں کہ میری بات کو دوبارہ پہنچائیں۔ میں اس طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ میری بات کو سمجھ کر اپنے وجود کا حصہ بنائیں اور مجلس شوریٰ میں اس کی روشنی میں یعنی میری نصیحتوں کی روشنی میں جو بھی کارروائی ہوئی ہے اسے اپنے دل کے کوزوں میں سمیٹیں اور محفوظ کریں اور واپس جا کر اپنے اپنے گاؤں یا شہروں میں اسی طرح کی مجلس شوریٰ بنائیں جیسی کہ آپ کے چلنے سے پہلے وہاں بنائی گئی تھی اور کوشش کریں کہ ہر جماعت کا فرد اس واپسی کی مجلس شوریٰ میں شامل ہو۔ وہاں آپ ان کو سمجھائیں کہ بہت سی باتیں تھیں جو مختلف جماعتوں کی طرف سے پیش کی گئیں لیکن حکمت سے خالی تھیں اور اُن پر اُن حالات میں عمل درآمد ہو ہی نہیں سکتا تھا، ان مشوروں پر عمل درآمد کا جواز کوئی نہیں تھا کیونکہ وہ بہت سے ایسے مشورے ہیں جو میں دیکھ چکا ہوں، جن کے تعلق میں میں خود تفصیل سے ہدایتیں دے چکا تھا۔ تو اب بار بار وہی مشورے اٹھا کر مجلس شوریٰ میں بھیجے جائیں یہ تو کوئی معقولیت نہیں ہے، یہ تو صرف گویا نمبر بنائے جارہے ہیں کہ ہمیں بھی ایک اچھی بات آتی ہے وہ بھی آپ کریں۔ تو جا کر سمجھائیں ان لوگوں کو کہ جو اچھی بات آپ کو آتی ہے وہ تو سالہا سال سے خلیفۃ المسیح کی طرف سے ہمیں کہی جارہی ہے۔ مشورہ یہ نہیں ہونا چاہئے تھا کہ یہ بھی اچھی باتیں ہیں ان پر غور کریں، ان پر عمل کرنا ہے کہ نہیں۔ مشورہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ عمل نہیں ہو رہا کس طرح عمل کرنا ہے یا اب پوری طرح عمل نہیں ہو رہا اس پر پوری طرح کیسے عمل کیا جا سکتا ہے یہ پہلو ہے جس پر آپ کو زور کرنے کی ضرورت ہے۔

فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ اب یہ عزم کا پہلو رسول اللہ ﷺ سے جیسے تعلق رکھتا تھا وہ آپ سے بھی تعلق رکھتا ہے جب ایک فیصلہ کن نتیجہ تک پہنچیں اور جماعتی طور پر مرکز کی منظوری کے بعد یہ

طے ہو جائے کہ ہم نے یہ کرنا ہے پھر عزم کے ساتھ کرنا ہے۔ عزم کا مطلب ہے ایسا ریزولیوشن، ایسا قوی ارادہ کہ جس کو ٹالا نہ جا سکے۔ اٹھنا، بیٹھنا اور برخواست ہونا ہماری مجلس شوریٰ کا کام نہیں۔ ایسی مجالس شوریٰ دیکھنی ہیں تو باہر دُنیا میں نکل کے دیکھ لیں۔ ہماری مجالس شوریٰ کا کام یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی پیروی میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے جیسا پختہ عزم اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ وہ عزم ایسا تھا کہ ناممکن تھا کہ وہ ٹل جائے اور وجہ اس کی بیان ہوگئی۔ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ جس عزم میں کسی عظیم اور طاقتور ہستی پہ توکل ہو جو اس کی پشت پناہی کر رہی ہو تو وہ عزم متزلزل ہو ہی نہیں سکتا۔ بڑے بڑے عزم کرنے والے ہم نے دیکھے ہیں سیاست کی دُنیا میں ان کی بے شمار مثالیں ہیں کہ فیصلے کئے کہ یہ ضرور ہوگا، یہ کر کے رہیں گے، ہو نہیں سکتا کہ نہ ہو اور دوسرے دن سیاست کی کایا پلٹ گئی اور ان کا کوئی مددگار اور کوئی مُعین نہیں رہا۔ ان عزائم سے ان کو لازماً پیچھے ہٹنا پڑا یا خود اپنے ہاتھوں ان عزائم کو توڑنا پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زندگی میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے عزم کر لیا ہو اور پھر اس عزم کو ٹال دیا ہو۔ وجہ یہ ہے جو یہاں اس آیت کریمہ میں بیان ہوئی ہے فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا عزم کسی انا کے نتیجہ میں نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا عزم یہ ظاہر نہیں کرتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بے حد مضبوط ارادہ کے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا عزم یہ ظاہر کرتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا اللہ پر ایمان کامل ہے اور جو بھی عزم کرتے ہیں وہ اس کی رضا کی خاطر کرتے ہیں اور جس کی رضا کی خاطر کرتے ہیں وہ بڑا طاقتور ہے، بہت قادر ہے، ہر چیز پر قادر ہے اس لئے اس یقین کے بعد آپ کے پیچھے ہٹنے یا عزم کے متزلزل ہونے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔

یہ عزم ہم نے بھی کرنے ہیں توکل علی اللہ کی شرط کے ساتھ، اور ہمارے عزائم میں جتنا تقویٰ ہوگا اتنا ہی توکل علی اللہ کا عنصر بڑھے گا۔ اگر عزائم تقویٰ سے خالی ہوں تو توکل علی اللہ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ پس جو فیصلہ کرنا ہے وہ تقویٰ کی روح کے ساتھ کرنا ہے۔ جو مشورہ دینا ہے وہ تقویٰ کی روح کے ساتھ دینا ہے۔ پھر جب اُس کو اپنا لیں گے تو توکل کا مضمون شروع ہوگا اور پھر آپ کے پیچھے ہٹنے کا کوئی سوال نہیں۔ پس اب ایک آپ عزم کر چکے ہیں کہ آپ نے پاکستان میں احمدیت کا قدم لازماً آگے بڑھانا ہے۔ بڑے سخت مخالفانہ قوانین ہیں، بڑے مظالم ہیں جو آپ کی راہ روکے کھڑے ہیں اور آپ کے گھروں میں داخل ہو کر آپ پر تعدّی کرتے ہیں یہ وہ بات ہے جس کا عزم

سے تعلق ہے جو کچھ کوئی کر گزر سکتا ہے اُس کو کہیں تم کر گزرو ہم ہرگز تمہیں جائز موقع نہیں دیں گے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تھا، جائز موقع مخالفت کا نہیں دیں گے لیکن جانتے ہیں کہ تم نے ناجائز مخالفت سے باز نہیں آنا۔ پس تمہاری ناجائز مخالفت ہمارے جائز عمل کی راہ نہیں روک سکتی، ہمارے جائز عزم کی راہ نہیں روک سکتی، ہمارے توکل کو متزلزل نہیں کر سکتی۔ یہ چیز ہے جو میں بارہا سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں، پیغامات میں بھی اور تقریروں میں بھی مگر یہ ایک باریک رستہ ہے اس کے تقاضے بہت سے لوگ پورے نہیں کر سکتے۔ اِن دو باتوں کے درمیان توازن رکھنا عقل اور فراست کو چاہتا ہے اور اس عقل اور فراست کو چاہتا ہے جو ایمان کے نتیجہ میں اور تقویٰ کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔

پس تقویٰ پر نظر رکھنا، آخر اسی پر تان ٹوٹے گی۔ ساری پاکستان کی جماعتیں تقویٰ کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقعات کے معیار پر پوری اترنی چاہئیں اور اس پہلو سے مجلس شوریٰ کے نمائندگان جب واپس جائیں گے تو آنکھیں کھول کر دیکھیں کیونکہ اکثر آنکھیں میں نے دیکھا ہے کہ کھلتی نہیں ہیں اور غافل رہتی ہیں۔ کثرت کے ساتھ ایسی جماعتیں ہیں جن میں صاحب تقویٰ اکثریت میں نہیں ہیں۔ صاحب تقویٰ کی کمی ہے اور تقویٰ کے نام پر مشورے دینے والے بے شمار مل جائیں گے یہ مصیبت ہے جو ہمارے سامنے شیر کی طرح منہ کھولے کھڑی ہے اس کے خلاف جہاد ضروری ہے اور یہ جہاد آنکھیں کھولے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: میں کس دف سے منادی کروں۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ: 474) میرا ابھی وہی حال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسیح موعود کی غلامی اور پیروی میں جو باتیں میں کہتا ہوں، کہتے ہوئے بعض دفعہ اپنے سامنے چہرے دیکھ رہا ہوتا ہوں اور علم ہوتا ہے کہ ان کو پوری بات نہیں سمجھ آ رہی۔ سر کے اوپر سے نصیحت گزر گئی ہے دل کو اس طرح انہوں نے جھنجھوڑا نہیں کہ دل کی آنکھیں کھل جائیں اور جب تک یہ آنکھ نہیں کھلے گی آپ کو وہ ترقیات نصیب نہیں ہو سکتیں جن کے متعلق قرآن کریم نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔ پس جماعتوں کو جھنجھوڑتے رہیں، بار بار جھنجھوڑیں، صبح جھنجھوڑیں، شام کو، رات کو، جھنجھوڑتے چلے جائیں یہاں تک کہ اُن کی آنکھیں کھلیں۔ ان کو کہو تم اپنی روزمرّہ کی زندگی میں متقی نہیں ہو، اپنے معاملات میں متقی نہیں ہو۔ جو جھگڑے چل رہے ہیں، جو دُنیاداریاں

ہو رہی ہیں، دین سے بے خبر ہو کر جو پیروی ہو رہی ہے دُنیا کمانے کی، جو چھوٹے چھوٹے وراثت کے جھگڑے چل رہے ہیں یہ بھلا متقیوں میں بھی ہو سکتے ہیں، ناممکن ہے۔ جس قسم کے جھگڑے وہاں چلتے ہیں زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ہر شعبہ میں سے تقویٰ کو نکال کر باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ یہ احساس جو شعوری طور پر دل کو جھنجھوڑنے والا ہونا چاہئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ احساس ایک دفعہ پیدا ہو جائے تو خدا کے خوف سے جان نکلنے لگتی ہے۔ انسان اپنی زندگی پر نظر ثانی کرتا ہے، اپنے روزمرّہ پر نظر ثانی کرتا ہے، جانتا ہے کہ اس کے دعاوی کے عین مطابق اس کے اعمال نہیں ہیں۔ کوشش تو کرتا ہے کہ اعمال دعاوی کے مطابق ہو جائیں مگر اگر وہ سچا ہے اور متقی ہے تو پہچان لے گا کہ ابھی اعمال اور دعاوی میں بہت فرق ہے۔ یہ بات ایسی ہے جس کو پورے طور پر، باشعور طور پر سمجھنے کے بعد پھر آپ کا قدم بغیر روک ٹوک کے آگے بڑھے گا۔

پاکستان سے بہت سی خبریں مل رہی ہیں، بہت زیادہ زیادتی کی جارہی ہے محض اس وجہ سے کہ احمدیت پھیل رہی ہے اور مولوی کی جان نکلی ہوئی ہے اس خوف سے کہ یہ تو پھیل جائیں گے، یہ تو ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ اس کو یہ غم ہے اور مجھے یہ فکر کہ جو پھیل رہے ہیں وہ سچے بھی ہیں کہ نہیں، وہ واقعۃً اس لائق ہیں کہ احمدیت کی آغوش میں آجائیں اور اگر نہیں ہیں تو ان کو سنبھالنے کے لئے ہماری جماعت کیا کوشش کر رہی ہے۔ مولوی کو اور فکر لاحق ہے، مجھے اور فکر لاحق ہیں۔ مولوی کو عددی فکر ہے اس کی بلا سے وہ شخص جو اس کے نزدیک مرتد ہوتا ہے نیک ہو یا بد ہو۔ ایک جگہ بھی سارے پاکستان میں یہ واقعہ نہیں ہوا کہ کوئی شخص مولوی کے بہکاوے میں آکر مرتد ہو گیا ہو اور مولوی نے اس کو نیک بنانے کی کوشش شروع کر دی ہو۔ وہ بیچارا آپ نیک نہیں ہے اس نے دوسرے کو کیا نیک بنانا ہے۔ ان کو چھوڑ دیتے ہیں شیطان کے حوالہ کر کے اور یہ قطعی ثبوت ہے کہ یہ ارتداد ہے یہ قبول اسلام نہیں ہے۔ ارتداد کے نتیجہ میں دل کی خباثتیں بڑھتی ہیں قبول اسلام کے نتیجہ میں دل گناہ کے داغوں سے دھوئے جاتے ہیں۔ اب یہ ایک اتنا نمایاں امتیاز ہے کہ سارے پاکستان میں سو فیصد وضاحت کے ساتھ یہ امتیاز اپنا جلوہ دکھا رہا ہے۔ ایک مثال اس کے برعکس آپ نہیں دیکھیں گے۔ جب بھی کسی احمدی کو توڑا ہے انہوں نے، وہ نیک نہیں ہوا، وہ بد سے بدتر ہوا اور ہر معاملہ میں پوری بے حیائی اختیار کر لی، دیانت بھی گئی، امانت بھی گئی، تقویٰ، نیکی، ایک دوسرے سے سلوک یہ سب

چیزیں ختم ہو گئیں اور اس کو اتنا مزہ آیا اس چھٹی میں کہ چلو جی سارا بار اُتار کے پھینک دیا، مصیبت پڑی ہوئی تھی جماعت احمدیہ میں۔ یہ کرو، یہ نہ کرو، یہ تعلیم جو تھی اس نے رستے روکے ہوئے تھے تو یہ جَنَّۃ لِلْکَافِر ہے جو وہاں مولوی بنا بنا کر احمدیوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں اور آپ دوبارہ غور کر کے سارے معاملات کو دیکھیں آپ کو یہی تصویر نظر آئے گی۔ کئی لوگ ایسے تھے جن کو میں جانتا تھا اچھے بھلے، کچھ نہ کچھ شریف ضرور تھے، جب سے احمدیت سے چُھٹی کی ہے ان کے چہروں سے کراہت آنے لگ گئی ہے۔ ان کے گناہ ان کے چہروں کو کالا کر رہے ہیں۔ پس یہ تفریق اپنے پیش نظر رکھیں اور جن لوگوں کو بھی آپ احمدی بناتے ہیں ان کی احمدیت کی فکر کریں۔ ان کا گھیرا ڈالیں، ان کو طرح طرح سے بار بار احمدی بنا کر احمدی کر دکھائیں۔

گزشتہ ادوار میں یعنی چند سال پہلے تک بعض ایسی بیعتیں ہوئیں جن میں بیعت کنندہ نے تقویٰ سے پورا کام نہیں لیا۔ اب جب میری یہ نصیحت ان تک پہنچی کہ جو نئے احمدی ہو چکے ہیں مجھے بتاؤ کہ آیا وہ چندوں کے نظام میں بھی شامل ہیں، آیا وہ جرأت سے اس نئے Census میں اپنا نام احمدی لکھوائیں گے کہ نہیں تو اس نصیحت کو بھی غلط سمجھا گیا۔ دوڑ شروع ہو گئی کہ زیادہ نو احمدیوں کے Census میں احمدی فارم بھرنے کے نتیجہ میں ہماری کارگزاری کے خانے بھر جائیں گے اور یہ سمجھا جائے گا کہ واہ واہ اس شخص نے اور اس جماعت نے تو کمال کر دیا ہے، اتنے آدمیوں کو Census میں احمدی ثابت کر دیا ہے۔ بعض جگہ اس کے نتیجہ میں فساد ہوئے، معصوم احمدی ردّ عمل کے طور پر بہت تکلیفوں میں مبتلا کئے گئے۔ بعض جگہ کثرت سے ان کے گھر یا ان کی دکانیں جلا دی گئیں۔ مجھے یہ یقین تھا کہ یہاں غلطی لازماً ہماری اپنی ہوگی۔ چنانچہ میں نے بار بار جستجو کی، مجھے ان باتوں کا جواب دو کہ وہ صاحب جن کے خانے میں احمدی لکھا گیا تھا، دو سال یا تین سال پہلے احمدی ہوئے تھے کیا اس عرصہ میں انہوں نے ایک آنے کا بھی چندہ دیا، کیا اس عرصہ میں انہوں نے کسی احمدیہ مسجد میں نماز ادا کی؟ پہلے تو اس جواب سے احتراز کیا جا رہا تھا مگر میں بھی، عزم کی بات ہو رہی ہے اس معاملہ میں عزم رکھتا ہوں، جب تک تہہ تک نہ پہنچوں چھوڑتا ہی نہیں بات کو۔ اتنے خطوط لکھوائے کہ آخر ان کو جواب دینا پڑا، اور جواب یہ تھا کہ یہ صاحب اور ان کا خاندان جب سے احمدی ہوئے ہیں ایک آنہ بھی جماعت میں چندہ نہیں دیا، کسی مسجد کا منہ نہیں دیکھا بلکہ احمدی چھوڑ کے غیر احمدی مسجد کا

منہ بھی نہیں دیکھا۔ کبھی جمعہ پہ اتفاقاً چلے گئے تو چلے گئے اور جانا اتفاقاً ہی ہو مگر یہ ثابت کرتا ہے کہ احمدیت کا پیغام ہی ان کو نہیں پہنچا ہوا۔ تو اگر آپ بھرتی کی خاطر لوگوں کو پیغام دے رہے ہیں تو یہ وہ پہلی اینٹ ہے جو کج رکھی گئی اور اس پر اگر فلک تک بھی تعمیر کریں گے تو وہ ساری عمارت ٹیڑھی چلے گی۔ اس لئے اپنے دل کا تقویٰ جانچنے کی ضرورت ہے۔ کوئی شخص بھی اس لئے تبلیغ نہ کرے کہ مجھے دکھا سکے۔ اگرچہ بعض تبلیغ کرنے والے اس نیت سے مجھے بتاتے ہیں کہ میری دعائیں ان کے شامل حال ہو جائیں گی مگر ان کے دل کا حال اللہ جانتا ہے۔ اگر اللہ کے نزدیک وہ اس لئے مجھے بتا رہے ہیں کہ کارکردگی کے نمبر لکھے جائیں اور وہ زیادہ متقی شمار ہوں تو وہ ہرگز خدا کے رجسٹر میں متقی کے طور پر نہیں لکھے جائیں گے۔ اُن کی کوششوں کے نتیجہ میں جو احمدی بنائے گئے تھے وہ آخر آپ سے بے وفائی کریں گے اور جب خصوصیت سے مُلّاں اس بات کی تلاش میں ہے کہ کہیں Census میں احمدیوں کی تعداد نہ بڑھ جائے اور اس کے پیچھے مرکز کا ایک وزیر بیٹھا ہوا ہے جو مسلسل ان کی راہنمائی کر رہا ہے اور حکم دے رہا ہے ڈپٹی کمشنروں اور کمشنروں کو کہ جب بھی کوئی ایسا واقعہ مولوی ان کی نظر میں لائیں لازماً ان لوگوں کو قید کرواؤ اور ان پر طرح طرح کے مظالم کرواؤ اور کوشش کرو کہ یہ اپنے عہد سے پھر جائیں۔ جب یہ کوشش ہو رہی ہو ساتھ ساتھ اور اس کے قطعی شواہد مجھ تک پہنچ رہے ہوں کہ جو اپنی دانست میں راجہ بنا ہوا ہے وہ عام انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں، دھوکا دے رہا ہے دُنیا کو اور مولویوں کے ساتھ مشورے کرتا ہے اور حکومت کے بڑے کارندوں کو حکم دیتا ہے اور اس حکم سے مجبور ہو کر جب ہمارے احمدی حضرات ان تک پہنچ کر صورت حال واضح کرتے ہیں تو اس وقت ہمیں پتا چلتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں دیکھو تمہیں پتا نہیں ہم بے بس ہیں، ہم احکامات کی تعمیل میں بے بس ہیں جو اوپر سے آتے ہیں۔ اگرچہ انہوں نے بتایا نہیں کہ کس سے آتے ہیں لیکن ہماری دوسری معلومات اور جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا مولوی بڑبولا بہت ہے، وہ اپنا فخر بنانے کی خاطر مجالس میں باتیں کرتا ہے کہ راجہ ظفر الحق نے ہمیں آرڈر دیا ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے ہم تمہارے ساتھ ہیں، حکومت تمہارے ساتھ ہے تو اس طرح وہ مولوی کا بڑبولا پن ہمارا مددگار ہو جاتا ہے اور افسر یا اعلیٰ افسر یہ تسلیم کرتا ہے کہ وہ اوپر کے احکامات سے مجبور ہے لیکن اکثر وہ بڑبولا نہیں ہوتا بے چارہ، اپنی معذوری کا اظہار کرتا ہے۔ مولوی ہماری مدد کے لئے آگے آتا ہے کہ پوچھنا ہے تو ہم سے پوچھئے

ہم بتائیں گے کہ یہ کون افسر ہے اور کیا حرکتیں ہو رہی ہیں تو اس طرح کے واقعات ہو رہے ہیں۔ ان واقعات کا مجھے ایک بہت بڑا فائدہ پہنچا ہے کہ مجھے نو احمدیوں پر پہلے سے زیادہ توجہ دینے کا موقع مل رہا ہے اور بہت سے ایسے لوگ ننگے ہو رہے ہیں جنہوں نے نمبر بنائے تھے تبلیغ نہیں کی تھی۔ تو میں جواب ہدایتیں جاری کر رہا ہوں ان کی رو سے آئندہ تمام تبلیغی پروگراموں میں لازم ہوگا کہ جو احمدی کامیاب تبلیغ کا دعویٰ کرتا ہے اس کا حال پہلے دیکھو، اس کا اپنا دل کیسا ہے، اس کا اپنا عمل کیسا ہے۔ کیا وہ خود چندوں میں اور باجماعت نماز میں شمولیت میں تیز ہے۔ کئی دفعہ جواب ملے گا کہ نہیں وہ صرف تبلیغ کرتا ہے لیکن دوسروں کو، اپنے نفس کو تبلیغ نہیں کرتا۔ تو یہ سارے مسائل ہیں جو حقیقت تقویٰ سے بے خبری کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں اور یہ جو آیات میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں ان پر گہرے غور کے فقدان سے یہ مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

پس تمام پاکستان میں جب میں احتیاط کی نصیحت کرتا ہوں تو یہ نہ سمجھیں کہ رک جائیں اس کام سے۔ جہاں کھلے بندوں بعض لوگ اقرار کرتے ہیں کہ ہم احمدی ہیں اور احمدی ہونے کے بعد چاہے تھوڑا سا ہی کچھ نہ کچھ اپنی جیب سے چندہ دینا شروع کر دیتے ہیں، یا وہ سارے لوگ جو پہلے نماز نہیں پڑھتے تھے احمدی اثر کے نتیجہ میں کچھ نماز کی طرف توجہ دے دیتے ہیں، یہ ہمارے ہیں۔ اگرچہ کامل نہیں مگر مجھے یقین ہے کہ ان کا کمال کی طرف قدم اٹھ رہا ہے۔ آج نہیں تو کل ایک مقام ضرور آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ حقیقۃً متوکلین میں شمار ہوں گے جو اپنی کوششوں پر نہیں بلکہ اللہ کی رحمت پر توکل رکھتے ہیں۔ پس یہ باتیں جب میں سمجھاتا ہوں تو مشکل یہی ہے کہ بعض لوگ پوری طرح کام سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں کہ اوہو بڑی غلطی ہوگئی ہمیں Census کی خاطر کسی سے دستخط کروانے نہیں چاہئیں۔ ہرگز یہ مراد نہیں ہے۔ اگر پہلی رپورٹ ٹھیک ہے کہ یہ احمدی ہیں تو پھر آپ کا پیچھے ہٹنا غلط۔ یہ دو باتیں ایسی ہیں جن کو آپ علیحدہ کر ہی نہیں سکتے۔ اگر آپ کی رپورٹیں سچی تھیں جن پر میں اعتماد کر بیٹھا ہوں تو انکا لازمی تقاضا یہ ہے کہ آپ کو Census کے وقت بھی ان نومبائعین کو احمدی ظاہر کرنا ہوگا۔ اگر نہیں کر سکتے تو جان لیں کہ آپ کی رپورٹیں غلط تھیں۔ اس لئے آپ کو اس مصیبت میں مَیں نے ڈال دیا ہے پھر دونوں میں سے ایک طرف آپ کو قدم رکھنا ہوگا۔ اگر دونوں طرف قدم رکھتے ہیں تو وہ سچائی کے ساتھ رکھے جائیں گے۔ جہاں احمدی سچے تھے وہاں ان کا

Census میں احمدیوں کے ساتھ نام لکھوانا بھی سچا ہوگا۔ پس اس پہلو پر غور کرتے ہوئے جن لوگوں کے نام ابھی نہیں لکھے گئے کیونکہ سارے پاکستان میں Census کے خلاف فساد برپا ہوا ہوا ہے صرف احمدیوں کا شامل ہونا یا نہ ہونا اُن کو دکھائی دیتا ہے لیکن یہ پتا نہیں کہ ساری زمین ہی اُکھڑ گئی ہے جس پر Census کی بنیاد رکھی جا رہی تھی۔ مولوی ہمارے خلاف باتیں کرتے اور خود Census کے خلاف اعتراض کرتے ہیں۔ ان کو پتا ہے کہ ان کا ڈھونگ جو انہوں نے اپنے متبعین کا بنا رکھا تھا وہ کھل جائے گا۔ بہر حال ہمیں موجودہ تجارب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے احتیاط کرنی چاہئے۔

میں نے بہت سی احادیث جمع کر رکھی تھیں جو اس سلسلہ میں بیان کرنی تھیں مگر یہ جو پہلا حصّہ ہے اس آیت کے تعلق میں اس سے پوری فرصت ہی نہیں ملی لیکن اب تبرکاً دو تین منٹ میں بعض احادیث نبویہ جن کا مجلس شوریٰ یا نظام مشاورت سے تعلق ہے وہ آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے جامع الترمذی میں یہ روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم سے زیادہ اپنے اصحابؓ سے کسی کو مشورہ کرنے والا نہیں پایا۔ جس کا براہ راست خدا راہنما تھا اس کا یہ حال تھا کہ وہ وجود صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم اللہ کے اس حکم کے تابع اس کثرت سے مشورے کیا کرتا تھا کہ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم سے زیادہ مشورہ کرنے والا کسی کو نہیں پایا۔

(جامع الترمذی، ابواب الجهاد، باب ماجاء فی المشورة، حدیث نمبر:1714)

تو آپ لوگ بھی اپنے مشورے کی طاقت کو بڑھائیں۔ بعض دفعہ بیاہ شادی کے موقع پر مشورے کئے جاتے ہیں لیکن اکثر اس نیت سے کہ جو دل میں ہے وہ مشورہ نہ دیا گیا تو ہم مشورہ ہی نہیں مانیں گے۔ اب مجھے تو آئے دن اس سے واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ کہتے ہیں کیا خیال ہے یہ بہت اچھا رشتہ ہے۔ میں کہتا ہوں میرے نزدیک تو نہایت بے ہودہ رشتہ ہے کیونکہ یہ نہ نماز پڑھتا ہے، نہ چندے دیتا ہے، نہ کسی مسجد سے اس کا تعلق ہے۔ اگر آپ نے دین کو ہی چھوڑ دیا تو آپ کو کیسے خوشی نصیب ہوگی۔ وہ کہتے ہیں شکریہ، مشورہ مل گیا لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ ہے اچھا رشتہ۔ تو اب بتائیں اس مشورہ کا اور اس کثرتِ مشورہ کا کیا فائدہ۔ یہ مشورے اس ارادے سے کئے جاتے ہیں کہ اگر ہماری مرضی کا جواب ملا تو ہم مانیں گے، نہ ملا تو ہم اس مشورہ کو ردّ کر دیں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم پر کثرتِ مشورہ کے دونوں پہلو اطلاق پاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم لوگوں سے کثرت سے مشورہ کیا کرتے تھے اور لوگ

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے کثرت سے مشورہ کیا کرتے تھے اور دوسرے پہلو میں یہ بات خاص طور پر پیش نظر رہے کہ جو مشورہ کرتے تھے ان کے متعلق اللہ کا حکم تھا کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فیصلہ دے دے تو پھر تم مجاز نہیں ہو کہ اس کے خلاف ہٹ سکو۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مشورہ کے دو پہلو ہیں، ایک مشورہ دے رہے ہیں، ایک لے رہے ہیں۔ جب مشورہ دے رہے ہیں تو مشورہ لینے والا مجاز ہی نہیں ہے کہ اس سے پیچھے ہٹے اور جب مشورہ لے رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مجاز ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بہتر اللہ کی رضا کو اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ دونوں جگہ یہی اصول کارفرما ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مشورہ دیتے تھے تو اس لئے اس سے ہٹنے کا احتمال ہو نہیں سکتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا مشورہ رضائے باری تعالیٰ پر مبنی ہوتا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مشورہ لیتے تھے تو اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اس کو قبول نہ کرنے کا اختیار تھا کہ جب وہ رضائے باری تعالیٰ کے کسی پہلو سے بھی خلاف ہوا آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بہتر کوئی اس کو پہچان نہیں سکتا تھا۔

پس یہ نظام شوریٰ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے گرد گھومتا ہے اس کے سارے پہلوؤں کو بیان کرنا تو اس وقت مشکل ہے، ناممکن ہے۔ یہ دیکھ لیں اتنا بڑا تھدّ ا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مختلف احکامات جو مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال رہے ہیں ان کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ تو ابھی بہت سی شورائیں باقی ہیں جن میں مَیں نے خطاب کرنا ہے کبھی یہاں سے، کبھی دوسرے ملکوں میں جا کر تو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب اب یہ سنبھال لیں اور آئندہ اس کو الگ رکھیں، لکھ دیں کہ یہ حدیث ہو چکی ہے یا نہیں ہوئی۔ تو انشاء اللہ باقی باتیں پھر ہوں گی اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آج مولوی کی ہر کوشش کو ناکام و نامراد بنا دیں۔ وہ احمدیت کا رستہ نہ روک سکے اور احمدیت بڑھتی رہے اور پھولتی رہے اور پھلتی رہے لیکن تقویٰ کی راہیں اختیار کر کے، تقویٰ سے ہٹی ہوئی راہوں پر نہیں۔

(حضورؒ نے خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا:)

یہ جو سردیوں کے اوقات ہیں ان کے لحاظ سے اس دور کا یہ آخری جمعہ ہے۔ ہفتہ اور اتوار کی رات کے درمیان گھڑیاں بدل جائیں گی اور اس وقت جمعہ کے اوقات بھی بدلیں گے عصر کے اوقات بھی بدلیں گے اور نمازیں جمع کرنے کا کوئی جواز نہیں رہے گا۔ اس لئے جن لوگوں نے دیکھا ہے ہمیں نمازیں جمع

کرتے ہوئے ان کو احساس کرنا چاہئے کہ یہ محض وقت کی مجبوری تھی جس کا صرف جمعہ سے تعلق تھا۔ روزمرّہ ظہر کی نماز کو عصر سے نہیں جمع کیا جاتا لیکن بعض ناواقف لوگ، بعض بچے، بعض جن کو مزہ بہت آتا ہے جمع میں ، وہ کہیں غلط استنباط نہ کر بیٹھیں اس لئے آج کے بعد جتنے بھی جمعے ہوں گے Summer Time میں، یعنی گرمیوں کے وقت میں، وہ انشاء اللہ اپنے وقت پر پڑھے جائیں گے اور عصر کی نماز اپنے وقت پر پڑھی جائے گی۔ اس بات سے متنبّہ رہیں۔